فَسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

”تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے“ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاوی یَسْئَلُوْنَكَ

دار الافتاء والارشاد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ

شمارہ 41 | جمعۃ المبارک 15 ربیع الثانی 1441ھ 13 دسمبر 2019ء

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- **بالمشافہ**: سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہ جمع کروائیں۔
- **بذریعہ ویب سائٹ**: www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- **بذریعہ برقی مراسلہ**: ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- **بذریعہ واٹس ایپ**: 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

نوٹ: جوابات/فتاویٰ سوالات موصول ہونے کی ترتیب سے ارسال کیے جاتے ہیں۔

دار الافتاء والارشاد، الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ، فقہ اکیڈمی C-335 بلاک 1، گلستان جوہر، کراچی

سوال: ٹوپی کے بغیر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اور ٹوپی کے ساتھ نماز کا کیا اجر وثواب ہے؟ رہنمائی فرما دیں۔

جواب: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: خُذُوا زِيۡنَتَكُمۡ عِنۡدَ كُلِّ مَسۡجِدٍ (الاعراف، الایة 31) ترجمہ: ”جب کبھی مسجد میں آؤ تو اپنی خوشنمائی کا سامان (یعنی لباس جسم پر) لے کر آؤ“۔ لہذا اچھی ہیئت پر نماز پڑھنا چاہیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامہ اور ٹوپی دونوں کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ صحیح مسلم میں ہے: دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ (مسلم، کتاب الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام) ترجمہ: ”آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے روز داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر سیاہ عمامہ تھا“۔

شعب الایمان میں ہے: عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ قَلَنْسُوَةً بَيْضَاءَ (شعب الایمان، فصل فی العمائم)

ترجمہ: ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید ٹوپی پہنتے تھے“۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عادۃً اختیار کیے جانے والے اعمال کو اختیار کرنا بھی باعث ثواب ہے۔

والسنة نوعان: سنة الهدى، وتركها يوجب إساءة وكراهية كالجماعة والأذان والإقامة ونحوها وسنة الزوائد، وتركها لا يوجب ذلك كسير النبى عليه الصلاة والسلام فى لباسه وقيامه وقعوده والنفل ومنه المندوب يثاب فاعله ولا يسيء تاركه (رد المحتار، كتاب الطهارة، سنن الوضوء)

لہذا ٹوپی لگا کر سر ڈھانک کر نماز پڑھنا سنت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ٹوپی کے اوپر عمامہ بھی پہنا جائے تاکہ بدرجہ اتم سنت پر عمل ہو سکے، لیکن اگر کوئی شخص عمامہ نہیں پہنتا تو کم از کم ٹوپی پہنے کیونکہ ننگے سر نماز پڑھنا اگر سستی اور کاہلی کی وجہ سے ہو تو مکروہ ہے، یہاں تک کہ ٹوپی اگر گر جائے تو اس کو اٹھا کر دوبارہ سر پر رکھنے کا حکم ہے، بلا عذر ننگے سر نماز میں کھڑے رہنا مکروہ ہے، لیکن اگر ٹوپی کو حقیر سمجھ کر اتارے اور پہننے سے انکار کرے تو ایمان چلے جانے کا خوف بھی ہے۔

(الف) وتكره الصلاة حاسرا رأسه إذا كان يجد العمامة وقد فعل ذلك تكاسلا أو تهاونا بالصلاة ولا بأس به إذا فعله تذللا وخشوعا بل هو حسن. (الدر المختار، كتاب الصلوة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها)

(ب) (وصلاته حاسرا) أي كاشفا (رأسه للتكاسل) ولا بأس به للتذلل، وأما للإهانة بها فكفر ولو سقطت قلنسوته فإعادتها أفضل إلا إذا احتاجت لتكوير أو عمل كثير. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها)

سوال: کیا بالوں میں کالا کلر لگانا منع ہے؟ اگر منع ہے تو ریفرنس کے ساتھ بتا دیں؟

جواب: بالوں میں خالص سیاہ رنگ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ خالص سیاہ کے علاوہ دیگر رنگوں سے بالوں کو رنگنا جائز ہے۔

صحیح مسلم میں ہے: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَيِّرُوا هَذَا بِشَيْءٍ، وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ. (مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب فى صبغ الشعر)

ترجمہ: ”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ابو قحافہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد) کو اس حال میں لایا گیا کہ ان کی داڑھی اور سر کے بال ثغامہ کی طرح سفید تھے، اس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس (سفیدی) کو کسی دوسرے رنگ سے تبدیل کر دو اور کالے رنگ سے پرہیز کرو“۔

يستحب للرجل خضاب شعره ولحيته ولو فى غير حرب فى الأصح، والأصح أنه - عليه الصلاة والسلام - لم يفعله، ويكره بالسواد....

(قوله والأصح أنه -عليه الصلاة والسلام - لم يفعله) لأنه لم

یحتج إلیه، لأنه توفی ولم یبلغ شیبه عشرین شعرة فی رأسه ولحیته، بل کان سبع عشرة کما فی البخاری وغیره. وورد: أن أبا بکر -رضی اللہ عنه- خضب بالحناء والکتم مدنی (قوله ویکره بالسواد) أی لغیر الحرب.(الدر المختار مع الرد، کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغیره، فصل فی البیع)

سوال: زکوٰۃ کے بارے میں رہنمائی درکار ہے، ایک رہائشی پلاٹ کو خریدنے کے لیے گذشتہ انتیس ماہ/ ڈھائی سال سے ماہانہ قسطوں میں رقم کی ادائیگی کی جارہی ہے۔ڈاؤن پیمنٹ اور ابھی تک کی اقساط ملا کر ٹوٹل رقم نصاب سے زائد ہے، لیکن ابھی تک پلاٹ کی ملکیت حاصل نہیں ہوئی ۔کیا ابھی تک پلاٹ کے سلسلے میں ادا کی گئی کل رقم پر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی یا نہیں۔

جواب: اگر پلاٹ کی بیع تام ہوچکی ہے تو ادا شدہ رقم ثمن کا حصہ ہے، اس رقم پر بائع کا قبضہ ہوچکا، اسی پر زکوٰۃ لازم ہے۔ اور اگر پلاٹ کی بیع تام نہیں ہوئی بلکہ یہ وعدہ بیع ہے تو قسطیں بائع کے پاس امانت ہوں گی، ان پر ملکیت مشتری کی ہوگی، زکوٰۃ مشتری کے ذمہ لازم ہوگی۔

(الف) ھو ما اجتمع فیه الملك والید وأما إذا وجد الملك دون الید کالصداق قبل القبض أو وجد الید دون الملك کملك المکاتب والمدیون لا تجب فیه الزکاۃ. (الفتاوی الهندیة، کتاب الزکاۃ، الباب الأول)

(ب) المراد بالملك التام المملوك رقبة ویدا. (رد المحتار، کتاب الزکاۃ، مطلب فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء)

سوال: کیا ایسا کھیل کھیلنا جائز ہے، جس میں کھیلنے والے دونوں فریق پیسے لگائیں اور جو جیتے وہ ساری رقم جیت کے طور پر لے جائے؟ مجھے یہ سوال اس لیے ہوا کیوں کہ جو جیتا ہے آخر وہ اپنی محنت سے جیتا ہے۔

جواب: یہ صورت قمار یعنی جوئے کی ہے، اس لیے جائز نہیں۔

(ولا بأس بالمسابقة فی الرمی والفرس)...(حل الجعل) وطاب...(إن شرط المال) فی المسابقة (من جانب واحد وحرم لو شرط) فیها (من الجانبین) لأنه یصیر قمارا (الدر المختار، باب الربا، مطلب فی استقراض الدراهم)

قمار یہ ہے کہ اپنی رقم کو کسی ایسے معاملے سے معلق کیا جائے جس کی بناء پر اس کا ڈوب جانا یا اس میں اضافہ ہونا دونوں ممکن ہوں۔ لہذا اس اعتبار سے یہ معاملہ قمار میں داخل ہے۔علاوہ ازیں آمدنی خواہ جوئے کی ہو یا سود کی یا چوری ڈاکے کی، ہر ایک کے حصول کے لیے کسی قدر محنت تو کرنی پڑتی ہے۔اس لیے یہ شبہ درست نہیں کہ جس آمدنی کے حصول میں محنت صَرف ہو وہ جائز ہونا چاہیے۔

سوال: اگر ہم نے کسی سے کبھی معمولی رقم مثلاً سو روپے قرض لیا، پھر دینا بھول گئے اور اب دینے کا موقعہ بھی نہیں تو ایسی صورت میں ہم اگر اتنے پیسے صدقہ کردیں تو کیا یہ درست ہوگا؟

جواب: دینے کا موقع نہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اگر قرض دینے والا شخص زندہ ہے تو رقم اس کو دے دی جائے ورنہ اس کے وارثوں کو تلاش کر کے رقم انہیں دے دی جائے کیونکہ اس رقم پر اب ان کا حق ہے۔اگر تلاش کرنے کے بعد بھی قرض خواہ یا اس کے ورثاء کا سراغ نہ ملے تو اتنی رقم بلا نیت ثواب صدقہ کر دی جائے اور قرض دینے والے شخص کے حق میں دعائے مغفرت کی جائے۔لیکن بعد ازاں اگر قرض خواہ یا ورثاء کا علم ہوجائے تو انہیں یہ رقم دینا ضروری ہوگا۔

وفی الحاوی: غریب مات فی بیت إنسان ولم یعرف وارثه فترکته کاللقطة، ما لم یکن کثیرا فلبیت المال بعد الفحص عن ورثته سنین، فإن لم یجدهم فله لو مصرفا. (الدر المختار، کتاب اللقطة)

سوال: ہماری مسجد کے امام صاحب اکثر نمازوں میں دو چار منٹ تاخیر سے آتے ہیں، لوگ انتظار کرتے ہوئے پیچھے دیکھتے رہتے ہیں۔ایک مرتبہ امام صاحب نے یہ کہہ دیا کہ امام صاحب کا انتظار کرتے ہوئے بار بار پیچھے دیکھنا منافقوں کی نشانی ہے۔کیا ان کی یہ بات صحیح ہے؟

جواب: جماعت کی نماز کے لیے جو وقت مقرر کر کے لکھا گیا ہے یہ ایک وعدہ ہے، امام کی ذمہ داری ہے اس وعدہ کی پاسداری کرتے ہوئے وقتِ مقررہ پر نماز پڑھائیں، عام حالات میں اس کے خلاف کرنا درست نہیں، کبھی کبھار کسی عذر کی وجہ سے تاخیر ہو جائے تو وہ قابل مؤاخذہ نہیں، لیکن جو امام تاخیر کو مستقل عادت بنالے وہ قابل مؤاخذہ ہے، لیکن مؤاخذہ کی ذمہ داری انتظامیہ کی ہے، عام لوگوں کا امام پر مسلط ہونا درست نہیں اور وقت پر نماز نہ ہونے پر مقتدیوں کے پیچھے مڑکر دیکھنے کو نفاق قرار دینا بھی درست نہیں۔ لہذا طرفین ایک دوسرے کا احترام کریں۔

سوال: بہت سارے لوگ دیکھ لیں اپنا دھاگا دے کر ان کی مزدوری طے کر کے اس سے کپڑا بنواتے ہیں، ان کے ساتھ یہ طے کرتے ہیں کہ مثال کے طور پر اگر آپ سو کلو دھاگا دو گے تو نوے کلو کپڑا بنا کے ہم آپ کو دیں گے، اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ کچھ دھاگے میں اور کچھ کپڑے میں نمی ہوتی ہے وہ اڑ جاتی ہے اسی طرح کپڑا بناتے ہوئے بھی کبھی دھاگا ٹوٹ جاتا ہے اس وجہ سے وہ مشین والے سو کلو دھاگا لے کر نوے کلو کپڑا دیتے ہیں، لیکن دوسری طرف مشین والوں کے پاس ایسی ٹیکنیک ہوتی ہے کہ وہ ایک فیصد بھی دھاگا ضائع نہیں ہونے دیتے، وہ یہ کرتے ہیں کہ سو کلو دھاگا لیتے ہیں اس میں سے دس کلو اپنے پاس رکھ لیتے ہیں اور نوے کلو دھاگے سے نوے کلو کپڑا بنا کر انہیں دے دیتے ہیں اور بقیہ دس کلو دھاگا بازار میں بیچ دیتے ہیں۔ کیا ایسے مال کی خرید وفروخت جائز ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں معاملے کی جائز صورت یہ ہے کہ کپڑا بننے کی اجرت الگ سے وصول کی جائے اور جتنا دھاگا گاہک سے وصول کیا ہے، سب کو کپڑے بنانے میں استعمال کرے اور اس دھاگے سے تیار شدہ تمام کپڑے مالک کے حوالے کرے۔ مشین والوں کے لیے اس میں سے کچھ مقدار دھاگا چرا کر رکھ لینا یا باہر فروخت کرنا ناجائز اور حرام ہے اور چوں کہ علم ہوتے ہوئے چوری کا مال خریدنا جائز نہیں، اس لیے جس شخص کو اس دھاگے کے بارے میں چوری کا علم ہو اس پر لازم ہے کہ چوری کا مال خریدنے سے اجتناب کرے۔

مسند احمد میں ہے: أَلَا لَا تَظْلِمُوا أَلَا لَا تَظْلِمُوا أَلَا لَا تَظْلِمُوا إِنَّهُ لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِءٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ (مسند احمد، مسند البصريين، حديث عم أبي حرة الرقاشي عن عمه رضی الله تعالى عنهما)

ترجمہ: ”خبردار کسی پر ظلم نہ کرو (تین مرتبہ فرمایا) کسی شخص کا مال اس کی دلی رضامندی کے بغیر حلال نہیں ہے“۔

(الف) والبضعة التی جعلت أجرة بمنزلة قفيز الطحان لأنها من منافع عمله فلا تكون أجرة. (رد المحتار، كتاب الحج، باب الهدى)

(ب) قال الشيخ عبد الوهاب الشعرانی فی كتاب المنن: وما نقل عن بعض الحنفية من أن الحرام لا يتعدى إلى ذمتين سألت عنه الشهاب ابن الشلبی فقال: هو محمول على ما إذا لم يعلم بذلك، أما من رأى المكاس يأخذ من أحد شيئا من المكس، ثم يعطيه آخر ثم يأخذه من ذلك الآخر فهو حرام. (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی البيع)

سوال: کیا بے وضو اذان دی جا سکتی ہے؟

جواب: شرعاً مسنون یہ ہے کہ وضو کی حالت میں اذان کہی جائے، لیکن کسی وقت عذر کی وجہ سے بغیر وضو کے اذان کہی گئی تو اس سے بھی اذان درست ہو جائے گی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَا يُؤَذِّنُ إِلَّا مُتَوَضِّئٌ (السنن الكبرىٰ للبيهقی، ذكر جماع أبواب الأذان والإقامة، باب لا يؤذن إلا طاهر)

ترجمہ: ”اذان باوضو آدمی ہی دے“۔

ختم شد